رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۶ ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۶

فاروق

قادیان

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

جلد ۱۴ | قادیان مورخہ ۲۸ نومبر سنہ ۱۹۲۹ء مطابق ۲۵ جمادی الآخر سنہ ۱۳۴۸ھ | نمبر ۴۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل سے اب اچھی ہے۔

(۲) ۲۲ نومبر ۱۹۲۹ء سے قادیان میں تھانہ پولیس قائم ہوا ہے جسکے افتتاح کے لئے ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس لاہور سے اور سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور سے آئے۔ فی الحال دو سال کے لئے منظوری ہوئی ہے۔ اور مکان بھی تھانہ کے واسطے کرایہ پر لیا گیا ہے۔ اس تھانہ کے ساتھ گرد و نواح کے ۷۰ دیہات ملحق کر دیئے ہیں جو مختلف تھانوں سے منتخب کئے گئے ہیں۔ سردار نرائن سنگھ انچارج سب انسپکٹر تھانہ مقرر ہوئے ہیں۔ ایک انسپکٹر بھی یہاں تعینات کیا جائیگا۔ جو ابھی آیا نہیں بعد میں آئے گا۔

(۳) یہ امر نہایت افسوس سے لکھا جاتا ہے۔ کہ مسیح موعود نمبر کیلئے جو فاروق میں کئی بار اعلان کیا گیا۔ اس کے متعلق احباب نے مطلق توجہ نہیں فرمائی۔ نہ مضامین ہی لکھکر بھیجے۔ نہ درخواستہائے خریداری ہی موصول ہوئیں جس سے اندازہ کر لیا ہے۔ کہ خاص نمبروں کی طرف دوستوں کو

چند نئی کتابیں

ہتمم صاحب کتاب گھر قادیان نے مندرجہ ذیل پانچ کتابیں جو عرصہ سے ختم ہو چکی تھیں بار ثانی نہایت عمدہ کاغذ اور موزوں تقطیع پر جو خوشخط دیدہ زیب طبع کرائی ہیں۔ احباب ان کتابوں کو منگا کر مستفید ہوں بہت مفید اور تبلیغ کے لئے کار آمد ہیں۔

یادگار فلاسفر:۔ بابا الدین صاحب معروف بہ "فلاسفر" کے تبلیغی لطائف کا مجموعہ ہے۔ جس میں ۶۵ لطیفہ مذاہب غیر اسلام کی تردید میں بطور چٹکلے کے جمع کر دیئے ہیں۔ قیمت صرف ۳؍

انذاری پیشگوئی:۔ مرزا احمد بیگ وغیرہ کے متعلق مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل بدوملہوی نے نہایت زبردست دلائل سے مخالفین اور معترضین کے مقابلہ میں لکھی تھی۔ جس کا پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ اب بار دیگر طبع کرائی ہے۔ قابل دید۔ قیمت صرف ۳؍

کلمۃ الحق:۔ یہ وہ مشہور مناظرہ ہے۔ جو جلال پور جٹاں میں مابین اہل السنت والجماعت اور شیعہ صاحبان کے چھ سات ہزار کے مجمع میں ہوا تھا۔ اہل حق کی طرف سے حضرت مولوی حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ مناظر تھے۔ اور اہل شیعہ کی طرف سے سید غلام علی شاہ صاحب پیش ہوئے تھے۔ اور خدا کے فضل سے حق اپنی پوری طاقت کے ساتھ باطل پر غالب آیا تھا۔ یہ مناظرہ مدت سے ختم ہو چکا تھا اب دوبارہ طبع کرایا ہے۔ قیمت صرف ۴؍

الحجۃ البالغۃ:۔ حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے سلمہ الرحمٰن نے یہ رسالہ وفات مسیح ناصری و نزول مسیح محمدی اور اس کے متعلقہ مسائل پر مدت ہوئی لکھا تھا۔ پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا۔ اب دوبارہ طبع کرایا ہے۔ قیمت صرف ۴؍

ذکر الٰہی:۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی دو تقریروں ذکر الٰہی اور قبولیت دعا کے طریقے کو نہایت خوبصورت جیبی تقطیع پر طبع کرایا ہے۔ نہایت لاجواب کتاب ہے۔ قیمت مجلد ۸؍ بےجلد ۵؍

نوٹ:۔ یہ سب کتابیں "کتاب گھر قادیان" سے بذریعہ وی پی طلب کریں یا دفتر فاروق قادیان سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبروں کا گلدستہ

—— ۱۹ نومبر کی شام کو مولانا عبدالمجید صاحب سالک ایڈیٹر انقلاب کی دعوت پر چند اصحاب کا ایک اجتماع دفتر انقلاب میں ہوا۔ پروفیسر سید عبدالقادر شاہ صاحب اس کے صدر قرار پائے۔ جس میں بعد غور و مشورہ جملہ اسلامی حقوق کی حفاظت کے لئے ایک کمیٹی بن گئی۔ جس کا نام چھپن فی صدی کمیٹی قرار پایا۔

حلف نامہ

"چھپن فیصدی کور" کے نام سے ایک کور کی بنیاد ڈالی گئی۔ جس کا حلف نامہ یہ تجویز ہوا۔

"میں چھپن فیصدی کور میں شامل ہوتا ہوں۔ اور خدائے واحد کو حاضر و ناظر سمجھ کر عہد کرتا ہوں۔ کہ مسلمانوں کے جملہ حقوق کی حفاظت کے لئے ہر قربانی پر آمادہ رہوں گا۔ اس سلسلے میں جماعت مجھے جو حکم دیگی۔ اس کی پوری پوری تعمیل کروں گا"

مندرجہ ذیل اصحاب چھپن فی صدی کمیٹی کی مجلس عاملہ کے ممبر قرار پائے:۔

(۱) سید عبدالقادر شاہ ایم۔اے۔ پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور (۲) ملک لال دین قیصر (۳) ملک غلام مصطفےٰ صاحب حیرت (۴) ملک عبدالمجید صاحب ایڈیٹر "مسلم آوٹ لک" (۵) مولانا اختر علی خاں صاحب مالک "زمیندار" (۶) سید عنایت شاہ صاحب مالک "سیاست"۔ (۷) مولانا غلام رسول صاحب مہر ایڈیٹر "انقلاب" (۸) قاضی عبدالمجید صاحب قریشی (۹) پروفیسر محمدالدین صاحب تاثیر ایم۔اے پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور (۱۰) مولانا شمس الدین حسن صاحب ایڈیٹر "خاور"۔ (۱۱) میر عزیزالرحمٰن صاحب مالک "نورجہان" (۱۲) جناب امام علی صاحب نازش رضوی۔

—— ولایت کے اکثر انگریز مدبر ہندوستان کو ڈومی نین اسٹیٹس کا درجہ دینے کے سخت مخالف ہیں۔ حزب العمال گورنمنٹ کے منشاء سے وائسرائے نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ سائمن کمیشن کی رپورٹ کے پیش ہونے کے بعد گول میز کانفرنس میں ہندوستان کو ڈومی نین اسٹیٹس دینے کے مسئلہ پر غور ہوگا۔ اس پر قدامت پسند اور لبرل انگریز مدبرین وائسرائے کے اعلان پر دانت پیس رہے ہیں۔ ادھر پارلیمنٹ میں جو گفت و شنید ہوئی۔ اس پر ہندوستان کے سیاسی لیڈر بگڑ رہے ہیں۔ غرض وائسرائے کا اعلان ڈومی نین اسٹیٹس اکثروں کے لئے سانپ کے منہ میں چھچھوندر ثابت ہو گیا ہے۔

—— کانگرس کے لیڈروں کے سامنے اس وقت تین امور تصفیہ طلب ہیں (۱) اعلان دہلی کی تائید کی جائے۔ گورنمنٹ کے ساتھ اشتراک عمل کر کے لنڈن کی گول میز کانفرنس میں شرکت کی جائے اور سیاسی قیدیوں یا زیر تجویز قیدیوں کے لئے عام معافی کی شرط کو لابدی قرار دیا جائے۔ تاکہ گول میز کانفرنس

(بقیہ مضمون صفحہ ۶ کالم ۳)

فرمان نبوی اور پیغامی نامہ نگار

پیغامی نامہ نگار صاحب لکھتے ہیں:۔ "وہ دن دور نہیں کہ جمیع اہل اسلام سب فروعی اختلاف کو بالائے طاق رکھ کر ایک ہی مرکز پر آجائیں۔ ان کے درمیان جو اختلاف ہے۔ وہ کوئی اصولی اور محکم بنیاد پر نہیں"

نہ معلوم کس طرح سے آپ یہ پیشگوئی کر رہے ہیں۔ حالانکہ تمام فرقے پہلے سے زیادہ دور ہو رہے اور یہاں تک نوبت پہنچ چکی ہے۔ کہ کوئی فرقہ نہیں جس نے دوسرے کو کافر قرار نہیں دیا۔ کیا وہ لوگ جو صحابہ کرام پر کفر کے فتوے لگاتے ہیں اور انہیں قابل گردن زدنی قرار دیتے ہیں۔ آپ کے خیال میں ان کے درمیان اور آپ کے درمیان معمولی اختلاف ہے کیا حنفیوں اور وہابیوں کے درمیان شدید ترین اختلاف نہیں۔ کیا نیچری اور اہلحدیث ایک پلیٹ فارم پر آ سکتے ہیں۔ مگر یہ مرض لاعلاج نہیں۔ اس کا علاج ہے۔ اور ضرور ہے۔ لیکن نہ وہ علاج جو آپ تجویز فرماتے ہیں۔ کہ خود بخود سب اختلاف دور ہو جائیں گے۔ بلکہ ان سب کی نجات آج اس امر پر منحصر ہے۔ کہ وہ مسیح موعود کے جھنڈے تلے جمع ہوں۔

علاوہ ازیں جب سرور کونین فرما چکے ہیں۔ کہ میری اُمت کے ۷۳ فرقے ہو جائیں گے۔ اور سب کے سب دوزخ میں جائیں گے۔ سوا ایک کے تو کیا ان کا دوزخ میں جانا فروعی اختلاف پر ہوگا؟

غیر مبائعین کے اوچھے ہتھیار

معلوم نہیں اب تک کون ایسا ذریعہ ہے۔ جو غیر مبائعین نے ہمارے خلاف استعمال نہیں کیا۔ شرافت سے گرے ہوئے مضامین ہمارے متعلق شائع کئے گئے۔ جہلاء کو اکسایا گیا۔ انجمن احمدیہ قادیان کا ترجمۃ القرآن اپنی ملکیت بنا لیا گیا۔ اب کس بات کی دھمکی دی جا رہی ہے۔ اور وہ کونسا حیلہ ہے جو آپ نے رکھ چھوڑا ہے۔ جس کی بناء پر آپ سے اپیل کی جا رہی ہے۔ یا آپ کے مبلغ کا مکتوب کسی جاہل کو آلہ کار بنا کر چھپوایا گیا ہے۔ آپ نے پہلے بھی کوئی کمی نہیں کی۔ اور اب بھی شوق سے مخالفت کیجئے۔ مگر حق یہ ہے

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

(خاکسار عبدالاحد مولوی فاضل قادیان)

کے لئے خوشگوار فضا پیدا ہو جائے (۲) اعلان مذکور کی تصدیق کی جائے۔ لیکن عام معافی کا مطالبہ گول میز کانفرنس سے پہلے پورا کیا جائے۔ نیز لنڈن کانفرنس میں اس بات پر بحث نہ کی جائے۔ کہ ڈومی نین اسٹیٹس کب دیا جائیگا۔ بلکہ اس میں ڈومی نین اسٹیٹس کے لئے دستور اساسی مرتب کیا جائے۔

(۳) حکومت نے گول میز کانفرنس کا جو پیشکش کیا ہے۔ اسے مسترد کر دیا جائے۔ اور مطالبہ کیا جائے۔ کہ ہندوستان کا نصب العین ڈومی نین اسٹیٹس کی بجائے مکمل آزادی قرار دیا جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"فاروق"

قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۲۹ء

کلام الامام

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پورے مسلمان ہو

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ جب تم دنیا سے بالکل انقطاع کرکے اُس کی طرف آجاؤ گے۔ وہ خود تمہارا متوّلی اور متکفل ہو جائے گا۔ جو آدمی تبتّل تام نہیں کرتا۔ بلکہ کچھ رُو بدُنیا رہتا ہے۔ اور کسی قدر رُو بخدا بھی رہتا ہے۔ وہ کبھی بھی مقصود اصلی کو حاصل نہیں کرسکتا۔ اُسے نہ دین کی عزت مل سکتی ہے نہ دنیا کی۔ خدا تعالےٰ تم سے یہ چاہتا ہے۔ کہ تم پورے مسلمان بنو۔ مسلمان کا لفظ ہی دلالت کرتا ہے۔ کہ انقطاع کُلّی ہو۔ اللہ تعالےٰ نے مسلمان کو مسلمان پیدا کرکے لاانتہا فضل کئے ہیں۔ بشرطیکہ وہ غور کرے اور سمجھے۔ ایک ہندو سے رام چندر کے خدا ہونے یا خدا تعالےٰ کے خالق ہونے پر بحث کرو۔ اس وقت تمہیں ایک لذت اور سرور آئیگا۔ کہ تمہارا خدا کیسا قادر مطلق۔ محی ممیت۔ خالق کل شے خدا ہے۔ اور برخلاف اس کے جنہوں نے رام چندر جیسے کھانے پینے کے محتاج انسان کو خدا بنایا ہے۔ جب یہ کہیں گے۔ کہ اس کی بیوی کو راون نکال کرلے گیا۔ تو کس قدر شرم اُس خدا کے ماننے والوں کو دامنگیر ہوگی۔ کہ عجیب خدا ہے۔ جو اپنی بیوی کی بھی حفاظت نہیں کرسکا۔ ایسا ہی آریہ جب اپنے خدا کی یہ صفت مخالف سے سنے گا۔ کہ اُس نے ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا۔ اور وہ اپنے کبھی بڑے سے بڑے پریمی اور بھگت کو بھی کبھی نجات نہیں دے سکتا۔ یا اس نے ایسی شریعت انسانوں کے لئے بنائی۔ کہ ایک مرد اپنی بیوی کو اولاد نہ ہونے کی صورت میں دوسرے مرد سے اولاد پیدا کرنے کے واسطے ہمبستری کی اجازت دے سکتا ہے۔ تو اُسے کیسا شرمندہ ہونا پڑیگا۔ اگر اس میں غیرت اور حیا کا کوئی مادہ باقی ہو۔ لیکن مسلمان کیسا خوش ہوگا۔ اور اس کی امیدیں کیسی وسیع ہونگی جب اپنے خالق کل شے اور قدوس سبحان خدا کو پیش کرتا ہے۔

پس یاد رکھو۔ کہ خدا تعالےٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین انبیاء۔ اور ابرار کا نام ابد تک زندہ رہتا ہے۔ گذشتہ زمانہ کے بادشاہوں یہاں تک کہ قیصر وکسریٰ کا کوئی نام بھی نہیں لیتا۔ برخلاف اس کے خدا تعالےٰ کے راستبازوں اور برگزیدوں کی دُنیا مداح ہے۔

دیکھو ہمارے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی کس قدر عظمت دنیا میں قائم ہے۔ ۱۴ کروڑ مسلمان آپ کے نام لینے والے موجود ہیں۔ جو ہر وقت آپؐ پر درود پڑھتے ہیں۔ کیا کوئی قیصر وکسریٰ پر بھی درود پڑھتا ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کس قدر عظمت ہو رہی ہے۔ یہاں تک کہ نادانوں نے اپنی جہالت اور کم مائیگی کی وجہ سے ان کو خدا بنا رکھا ہے۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ رسولوں کا طبقہ مصائب اُٹھا کر دنیا سے گذر گیا۔ مگر اُن کا خدا کے لئے دنیا کے عیش وآرام کو چھوڑ کر طرح طرح کے آلام ومصائب کے بار کو اُٹھا لینا اُن کی عظمت کا باعث ہوگیا۔ یہ بات نہیں ہے۔ کہ خدا کے محبوبوں کو تکالیف آتی ہیں۔ ان کی تکالیف میں ایک لطیف سِرّ ہوتا ہے۔ ان پر اس لئے سب سے زیادہ تکالیف اور مصائب نہیں آتی ہیں۔ کہ تباہ ہو جائیں بلکہ اس لئے کہ تا زیادہ سے زیادہ پھل اور پھول میں ترقی کریں۔ دیکھو دنیا میں ہر جوہر قابل کے لئے خدا نے یہی قانون ٹھیرایا ہے۔ کہ اوّل وہ صدمات کا تختہ مشق بنایا جاتا ہے۔ کسان زمین میں ہل چلا کر اس کا جگر پھاڑتا ہے۔ اور اس مٹی کو باریک کرتا ہے۔ یہاں تک کہ ہوا کے جھونکے اُسے ادھر اُدھر لئے پھرتے ہیں۔ نادان خیال کرے گا۔ کہ زمیندار نے بڑی غلطی کی۔ جو اچھی بھلی زمین کو خراب کردیا۔ مگر عقلمند خوب سمجھتا ہے۔ کہ جب تک زمین کو اس درجہ تک نہ پہنچایا جاوے۔ وہ پھل پھول پیدا کرنے کی قابلیت کے جوہر نہیں دکھا سکتی اسی طرح اس زمین میں بیج ڈال دیا جاتا ہے۔ جو خاک میں ملکر بالکل مٹی کے قریب قریب ہو جاتا ہے۔ لیکن کیا وہ دانے اس لئے مٹی میں ڈالے جاتے ہیں۔ کہ زمیندار ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے؟ نہیں نہیں وہ دانے اس کی نگاہ میں بہت ہی بیش قیمت ہیں۔ اس کی غرض ان کو مٹی میں گرانے سے صرف یہ ہے۔ کہ وہ پھلیں اور پھولیں اور ایک ایک کی بجائے ہزار ہزار ہو کر نکلیں۔

جبکہ ہر جوہر قابل کے لئے خدا نے یہی قانون رکھا ہے۔ وہ اپنے خاص بندوں کو مٹی میں پھینک دیتا ہے۔ اور لوگ ان کے اوپر چلتے ہیں۔ اور پیروں کے نیچے کچلتے ہیں۔ مگر کچھ وقت نہیں گذرتا۔ کہ وہ اس سبزہ کی طرح (جو خس وخاشاک میں دبے ہوئے دانے سے نکلتا ہے) نکلتے ہیں۔ اور ایک عجیب رنگ اور آب کے ساتھ نمودار ہوتے ہیں۔ جو ایک دیکھنے والا تعجب کرتا ہے۔ یہی قدیم سے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ سنّت اللہ ہے۔ کہ وہ ورطۂ عظیمہ میں ڈالے جاتے ہیں۔ لیکن نہ اس لئے کہ غرق کئے جائیں۔ بلکہ اس لئے کہ ان موتیوں کے وارث ہوں جو دریائے وحدت کی تہ میں ہیں۔ وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں۔ نہ اس لئے کہ جلائے جائیں۔ بلکہ اس غرض کے لئے کہ خدا تعالےٰ کی قدرت کا تماشا دکھایا جاوے۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۲۳ سنہ ۱۹۰۱ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی مشن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تربیت یافتہ جماعت

حضرت مسیح کا قول کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ حقیقت سے معمور اور اٹل صداقت پر مبنی ہے۔ کسی چیز کی حقیقت کے انکشاف تام اور اس کی صحیح شناخت کے لئے حضرت مسیح نے قانون نیچر سے ایسا معیار پیش کیا ہے۔ جس کا ہر فطرت صحیحہ اور عقل سلیم عقیدتمندی کے ساتھ استقبال کرتی۔ اور اسے صحیح اصل تسلیم کرتی ہے۔ جسے دنیا کی کوئی منطق اور فلسفہ اس کی جگہ سے ذرہ بھر بھی اِدھر اُدھر جنبش نہیں دے سکتا۔ کیونکہ وہ نظریات سے نہیں۔ بلکہ کھلم کھلے مشاہدات سے ہے۔ انسانی عقل اور صحیح دماغ اسے ان بدیہی صداقتوں میں سے واضح تر صداقت اور اصلی یقین کرتا ہے۔ جن پر آئین قدرت کی نہ محو ہونے والی مہر ثبت ہے۔

حضرت مسیح نے اس تمثیلی کلام سے درحقیقت اُن آسمانی اشجار ثمردار کی شناخت کے لئے پھل اور صحیح ترین معیار پیش کیا ہے۔ جن کو خدائے ارض و سما اپنے قوی ہاتھ سے لگاتا ہے۔ تا ان کے ذریعہ وہ پھل پیدا کرے۔ جن پر دنیا کی روحانی اور ابدی حیات اور اس کی ہر ترقی و عروج کا دارو مدار ہے۔

انبیاء اور مامورین وہ مبارک آسمانی درخت ہیں۔ جن کو خدائے ذوالاقتدار اپنے ذی اقتدار ہاتھ سے لگاتا ہے۔ ان کی شاخیں روئے زمین پر معجزانہ طور پھیل جاتی ہیں۔ اور ان کے اثمار شیریں چکھنے کے لئے زمین کی اطراف سے سعادتمند روحیں ان کے سایہ تلے جمع ہوتی ہیں۔ اور ان سے فیوض روحانی حاصل کرتی ہیں۔

قرآن کریم نے اس تمثیلی مجبوری کو نہایت دلاویز عبارت اور دلکش پیرایہ میں واضح کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء۔ کہ پاکیزہ اور نافع کلام اُس پاکیزہ اور مفید درخت کی مانند ہے۔ جس کی جڑ مضبوط اور اس کی چوٹی آسمان میں ہے۔ وہ ہر آن اپنے پھل دیتا ہے۔ چنانچہ آج سے ۱۳۰۰ سو سال پہلے عرب کی ہر پہلو سے غیر ذی زرع وادی میں خدائے قدوس نے اپنے دست قدرت سے ایک مقدس اور جامع جمیع برکات و کمالات درخت پیوند کیا۔ جس کی بلند چوٹی آسمانی دنیا کو شگاف کرتی ہوئی آگے نکل گئی ہے اور اس کی جڑ زمین کی انتہائی تہ تک جا پہنچی ہے اس کی پھلدار شاخیں زمین کے اکناف تک پھیلیں وہ پھل رسول مقدس حضرت محمد مصطفےٰ کے تیار کردہ انسان تھے۔ ان حضرات کی زندگیاں اخلاقی اور روحانی پاکیزگی کے نور سے منور نظر آتی ہیں۔ اُن کے روشن حالات اور بزرگ واقعات شہادت دیتے ہیں۔ کہ وہ اخلاقی تقدس اور روحانیت کے کامل جوہر تھے۔ اور اس کامل مزکی درخت کے پھل تھے۔ جو محمدؐ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اس قدوسی جماعت کی ایک ایک نقل و حرکت بیانگ دہل شاہد عادل ہے۔ کہ وہ مزکی انسان خدائے قدوس کے حکم سے کھڑا ہوا ہے۔ جسے خدا کی تمام صفات نے ملکر اپنی کامل تجلی اور قدرت نمائی کے لئے ہر پہلو سے مکمل و طیب ترین درخت کی مانند برگزیدگی اور بزرگی کے بلند تخت پر جلوہ افروز کیا۔ اور کامل تقدس اور نور سے مرصع تاج رسالت اُس کے سر پر رکھا۔ زمین و آسمان اور ہر دو جہاں کی عنان ملوکیت اُس شہنشاہ کونین کے دست مبارک میں دیدی۔

آج پھر اس زمانہ میں جبکہ اُس طیب شجر پر حوادث اور مخالفت کے طوفانی آندھیاں چلیں۔ اور موسم خزاں کی تند ہوائیں چاروں طرف سے اس پر محیط ہو گئیں۔ تو آقائے کائنات کی صفات اسی شجر محمدی کے پھل سے ایک اور باثمر درخت کے ظہور کے لئے حرکت میں آئیں۔ اور اپنے ابر رحمت سے موسم بہار کا کیف پیدا کر دیا۔ تب وہ درخت خدا کی قادرانہ اور پُرشفقت نظر کے سامنے پھولنے پھلنے لگا۔ اور ہر طرح سے برومند ہونے لگا۔ یہاں تک کہ اس کی شاخیں عالی شان درخت کی مانند زمین کے کناروں تک محیط ہو رہی ہیں۔ اور آسمان کی جَو پر حاوی ہو رہی ہیں۔ اس کے پھل اطراف عالم سے سعید روحوں کو اپنی طرف جذب کر رہے ہیں۔ اور روحانی فیوض سے مستفیض کر رہے ہیں۔

موجودہ زمانہ میں حضرت مرزا صاحب کو اللہ تعالےٰ نے اپنی غیر متبدل مشیت کے ماتحت اُس عظیم الشان درخت کی مانند آسمان تقدس اور برگزیدگی پر جلوہ گر کیا۔ تا اس کے ذریعہ پھر از سر نو قدسیوں کی ایک جماعت قائم کرے۔ جو حقیقی اسلام کی مشعل بردار ہو۔ اور اس کی نورانی کرنوں سے دنیاء جہان کو ضیاء پاش کرے۔ قبلۂ عالم سرور کائنات کی نورانی شعاعوں سے خطۂ عالم کو بقعۂ نور بنا دے۔ اُس آفتاب تقدس کے یزدانی نور سے زمین کا گوشہ گوشہ منوّر کر دے۔ اور اس کی مناجات کے ترانوں سے زمین و آسمان میں گونج پیدا کر دے۔ چنانچہ وارث تخت محمدؐ حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنی قوت قدسی اور تاثیر برقی سے الٰہی مقاصد کو پورا کرنے والے مجاہدین اسلام جان نثاران فخر انام کی ظفر موج فوج تیار کی۔ جس نے اطراف عالم میں فتوحات اسلامی کا غلغلہ پیدا کر دیا۔ پُرجوش سحر بیانیوں سے اسلامی فتوحات کی دھاک قائم کر دی۔ تب فخر موجودات کے ترانے گائے جانے لگے۔ اور اسکی مناجات کی نغمہ سرائیوں سے فضائے زمین و آسمان گونجنے لگی۔

اس انقلاب انگیز جماعت کے بیشتر حالات دنیا کی متجسس اور محقق نگاہوں کے سامنے ہیں۔ اسکی ملی اور اخلاقی زندگی اس کی انقلابی نقل و حرکت اسلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی خاطر اس کی ولولہ انگیزیاں اور فدا کاریاں دنیا کی چشم بصیرت کے سامنے ہیں۔ آج اس قوم کے کارنامے گوشہ پوشیدگی میں نہیں رہے۔ بلکہ وہ ستاروں کی طرح شہرت وعزت کے آسمان پر روشن ہو رہے ہیں۔ اسلئے زمانہ کا بے تعصب اور خردمند طبقہ اس درخشندہ قوم کے حیرت انگیز کارناموں کو بنظر استعجاب و استحسان دیکھ رہا ہے۔

آج ان شیران اسلام کے ولولہ انگیز واقعات گوشۂ گمنامی میں کسی طرح بھی دب نہیں سکتے۔ جب کہ وہ شہرت اور عظمت کے بلند میناروں پر نمایاں ہوچکے ہیں۔ اور آسمان کی فضا میں شہنشاہ ارض وسماء کی تقدیر قلم سے جلی حروف میں لکھے جاچکے ہیں اور اہل زمین کے قلوب اور دماغوں کی تختی پر نہ محو ہونے والا نقش پکڑ چکے ہیں۔

جوں جوں زمانہ حوادث کی نیرنگیاں دکھائیگا۔ وہ واقعات صفحۂ روزگار پر مہر تاباں کی طرح زیادہ سے زیادہ روشن ہوتے چلے جائیں گے۔ کیونکہ وہ غیر فانی اور قائم بالذات ہستی کے قلم سے لوح محفوظ میں جگہ لے چکے ہیں۔ اب زمانہ اپنی ہر رفتار کے ساتھ رب العزت کی خطاب یافتہ برگزیدہ قوم کے ایک ایک کارنامہ کو دنیا کے سامنے بائسکوپ کے نظاروں کی طرح لاتا رہے گا۔

اس زمانہ کا ہوشمند اور مبصر طبقہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا۔ اور کانوں سے سن رہا ہے۔ کہ ایک عجیب قوم سمندر کے طوفان کی طرح اٹھی ہے۔ جو خس و خاشاک کی طرح پہاڑوں کو بہا کے لئے جاتی ہے جس کے دل فولاد سے ڈھلے ہوئے ہیں۔ دماغ بیٹریوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ اور زبانیں شمشیر آبدار کا جوہر اور حق و صداقت کا سا سحر رکھتی ہیں۔ اس کی بلند ہمتیں کوہ شکن واقع ہوئی ہیں۔

یہ پرجوش قوم کبھی تو مذاہب کی رزمگاہ ارض ہند پر پرچم اسلام لہراتی اور لشکر کفار کے مقابل آہنی دیوار بن جاتی ہے۔ وہ اسلام کے لئے زبردست فولادی حصن حصین بن جاتی ہے۔ کبھی وہ آتش فشاں چٹانیں بن کر مخالفوں کو راکھ کا ڈھیر بنا دیتی ہے۔ اور کبھی وہ بارود کے پہاڑ کی طرح پھٹتی ہے اور افواج باطل کو پاش پاش کر دیتی ہے۔ حضرت سرور عالمؐ کی حسین ترین خوبیوں کے نغمہ ہائے ترنم سے ہندوستان کی فضا میں عشق محمدؐ کی لہر پیدا کر دیتے ہیں۔ کبھی اس قوم کے رضا کاران جانباز سمندروں کو چیرتے ہوئے مادیت تثلیث عشرت کاری کے مرکز انگلستان کی زمین پر اسلام کا علم بلند کرتے اور صلیب کا علم سرنگوں کرتے ہیں۔ اُس زمین کی عشرت انگیز پارکوں اور تفریح گاہوں میں اس قوم کے سادہ مشرقی لباس سے ملبوس سپاہی اسلام کی قدوسیت۔ اس کے دلکش محاسن۔ اس کی روح پرور اور دل نشین تعلیمات سے دلوں کی زمین فتح کرتے اور قلوب میں عظیم الشان پاکیزہ تغیر پیدا کرتے ہیں۔

وہ خطۂ زمین جو دنیا کا مشہور عشرت کدہ ہے جو ساری دلفریبیوں انتہائی زینت و دلبستگی کی سحر کاریوں اور بادہ نوشیوں کا مرجع بنا ہوا ہے اور جو دنیا کے سارے نشوں سے مخمور ہے۔ ایسی زمین میں اس قوم نے اسلام کے متوالے اور سرشاران توحید پیدا کر دیئے۔ جو حضرت مخبر صادقؐ کے عشق میں مخمور اور خدائے حی و قیوم کی محبت میں محو ہوتے ہوئے اسلام کو اپنا دستور العمل بنا لیتے ہیں۔ پھر کبھی اسی قوم کے شیدایان اسلام امریکہ کی تثلیث خیز زمینوں اور مادہ پرستوں میں اسلام کا پھریرا اڑانے اور ارض تثلیث میں زلزلہ اور طوفان پیدا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ سرشاران حکومت و دولت اور بادہ نوشوں کو توحید کا جام پلاتے اور مستان مئے کو شراب معرفت کے ساغر پلاتے ہیں۔ اس طرح ان کے ذریعہ آفتاب مغربی رزمگاہ میں اسلام کا آفتاب طلوع کرنا شروع ہوا ہے۔ چنانچہ اس قوم کی مساعی کیوجہ سے مغرب کا مبصر اپنی دوربین نگاہ سے دنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب رونما ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ کہ اب اسلام مغرب کو مشرق سے بغلگیر کر دیگا۔ مغرب میں خدائے مسیحیت کی بجائے خدائے اسلام کا نام بلند ہوگا۔ اور وہ بجائے مسیحیت کی الوہیت گاہ ہونے کے حضرت بانی اسلام کا تخت گاہ ہوگا۔ اسی طرح کبھی افریقہ کے جھلس دینے والے ریگستانوں میں اس قوم کے فدایان اسلام چمن اسلام لگاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ہزاروں ہزار مسیحیت کے فریب خوردوں سے مسیحیت کا بپتسمہ اتار کر اسلام کا بپتسمہ دے رہے ہیں۔ اور ایک غیر متمدن قوم کو مسیحیت کی غلامی کے طوق سے چھڑا کر تمدن و تہذیب اور دینی و دنیوی اعلیٰ تعلیم سے آراستہ کر رہے ہیں۔ ہزاروں سال کی وحشی اور امی قوموں کو روحانی اور ظاہری علم کے چبوترہ پر بلند کر دیتے ہیں۔

پھر کبھی اس جماعت کے فدا کاران اسلام سربکف ہو کر افغانستان کی سفاک خونخوار زمین میں اپنے خون کے چھینٹوں سے حقیقی اسلام کی آبیاری کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ وہ اسلام کے بیکس و بے بس مظلوم شیدائی اپنے محبوب ترین اسلام کی خاطر رشک انگیز جرأت اور ایمانی شجاعت کے ساتھ خونخوار جلادوں کے ہاتھوں پتھروں کی بارش کے نیچے دنیا میں واقعہ کربلا کی یاد از سرنو تازہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ تب ان معصوم شہیدان اسلام کا خون رنگ لاتا ہے۔ کہ آسمان نے بھی اپنے خون آشام تلوار کھینچی۔ اور وہ سنگلاخ و ستم کیش زمین جہاں اسلام کے گلدستے پتھروں کے نیچے روند دیئے گئے وہ آسمان کی اس قہری تلوار سے بار بار تھرا اٹھتی اور خون سے رنگین ہو جاتی ہے۔

ادھر روس کی بیداد گر زمین ہاں دہریت اور لامذہبیت کی درس گاہ میں سرفروشان اسلام جاں بکف ہو کر توحید کی مشعل اسلام کو جانفزا نوید سنا تے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مگر وہ ستم ایجاد جور پیشہ اس کی پاداش میں ان فرزندان توحید کو نہ صرف ہولناک زندانخانوں کی مہیب تاریک کوٹھریوں میں لمبے عرصہ تک پابجولاں ڈالتا ہے۔ بلکہ انہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جگر پاش عذابوں کے شکنجوں میں کھینچتا ہے۔ کہیں سنگینوں سے چھیدے جاتے ہیں۔ کہیں ان میں خنجر گھونپ گھونپ کر خون کے فوارے چھوڑے جاتے ہیں۔ کبھی وہ لکڑی کے تختوں پر مضبوط رسوں سے باندھ کر لاٹھیوں کی ضربوں سے خون آلود کئے جاتے محض اس لئے کہ وہ ایک خالق کائنات اور مالک موجودات کے سامنے جبین نیاز کیوں جھکاتے ہیں۔ نئے سے نئے دردناک جفاکاریوں کا تختۂ مشق انہیں بنایا جاتا ہے۔ محض اس لئے کہ وہ شہنشاہ ارض و سما کے وجود سے انکار کر دیں۔ ان مظلوم ہستیوں پر دردناک عذاب دیکھکر خود قیدیوں اور دیکھنے والوں کے جگر پاش پاش ہوتے ہیں۔ آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں۔ مگر باوجود ان ستم ہائے فراواں اور کپکپا دینے والے مظالم کے ان صہبائے نشۂ وحدت سے نشہ نہیں اترتا۔ بلکہ ان جبالان عزم و استقلال سے دین بیضا کی منادی اور توحید باری کی تبلیغ میں بڑھتے ہوئے جوش کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ توحید کا درخت اسلام کا پودا جور و جفا کی آندھیوں اور مثل برق چمکدار سنگینوں اور خنجروں کے دھار کے نیچے دہر ہیبت اور کفر و معصیت کی خشک زمین میں پھولتا پھلتا ہے۔ قید خانہ کی آہنی دیواروں سے صدائے توحید ٹکرا ٹکرا کر اردگرد کی زمین میں بادل کی گرج کی طرح چاروں طرف گونجنے لگی ہے۔ یہ خورشید عالم کی روشنی کی طرح پھیل جانے والی قوم حضرت مسیح موعودؑ کی تیار کردہ جماعت ہے یہ اس مقدس انسان کے انفاس قدسی سے تربیت یافتہ جماعت ہے۔ جو اس زمانہ میں حضرت سلطان المرسلین کا جرنیل اور امام الانبیاء کا نائب ہو کر آیا۔ یہ اُس آسمانی شجر موعود کا ثمر ہے۔ جس کی آسمانی نوشتوں میں مسلسل خبر چلی آتی ہے۔ اور جسے خداوند عالم نے اپنے دست قدرت سے اسلام کی عزت رسول کریمؐ کی عظمت اور ساری قوموں کی بھلائی اور بہتری کے لئے عین وقت پر ظہور پذیر فرمایا۔ پس کیا ہی مبارک ہیں وہ جو اس مبارک درخت کے راحت بخش سایہ کے تلے آکر اُس کے زندگی بخش پھلوں سے فلاح دارین حاصل کریں۔ اور اس کی پناہ میں آکر دنیا و آخرت کی تباہیوں سے محفوظ ہو جائیں ؛

(مولوی) ظفر الاسلام بد ولہوی)

پیغامی مشن

ایک مختل الحواس لیڈر کی ٹر

پیغام صلح مجریہ ۱۹ نومبر ۱۹۲۹ء میں ایک لیڈر صاحب نے "قادیانی خلافت کا فتنۂ عظیم" کے ہیڈنگ سے ایک لاطائل مضمون سے پیغام صلح کے تین کالم سیاہ کئے ہیں۔ اور تمام مضمون میں کوئی معقول بات نہیں بیان کی۔ صرف نار حسد سے مشتعل ہو کر غیر مبایعین سے درخواست کی ہے کہ وہ قادیانی جماعت کی روک تھام کے لئے کوشش کریں۔ بھلا کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔ جن کے اندر روحانیت عنقا اور طلب زر اصل مدعا ہو ان کے عقائد باطلہ کی حقیقت ہی کیا ہے۔ کہ وہ حق و صداقت کے مقابلہ میں دم مار سکیں۔

ایک چیندہ شخص جس کے خاص گھر کیلئے ایک مصلح کی ضرورت ہے۔ اسے بہت بڑا عالم دین بیان کیا گیا ہے۔ حالانکہ مدثر شاہ صاحب ایک سطر بھی عربی کی صحیح نہیں پڑھ سکتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ خاص شاہ صاحب کے گھر پر مکرمی جناب قاضی محمد یوسف صاحب جناب حافظ سلیم احمد اٹاوی اور خاکسار تبادلہ خیالات کے لئے گئے۔ دوران گفتگو میں ایک فقرہ "واسطہ فی النبوۃ" بھی ثانی" آگیا۔ بس بپ لگے شاہ صاحب بغلیں جھانکنے اور تمام حاضرین شاہ صاحب کی اس سراسیمگی سے بے اختیار ہنس پڑے۔

میرے خیال میں اس مضمون کی حقیقت یہ ہے۔ کہ میر مدثر شاہ صاحب نے ایک غیر احمدی کو آلہ کار بنا کر باقی غیر مبایعین پر اپنی فضیلت ثابت کرنی چاہی ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔

"آپ کی جماعت میں سے سوائے سید مدثر شاہ صاحب کے میں اور کسی شخص کو اس امر کا اہل نہیں سمجھتا۔ کہ قادیانی خرافات کا پورا پورا جواب دے کر اُس کا منہ بند کر سکے" (جل جلالہٗ۔ مدثر شاہ اور منہ بند کر سکے)

انوکھی بات

مضمون نگار صاحب مولوی محمد علی صاحب کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں۔

"آپ بے شک راہ راست پر ہیں۔ مگر قادیانی خیالات مرزا صاحب کے مریدوں میں روز بروز ترقی کرتے چلے جا رہے ہیں"

کوئی اس عقل کے اندھے سے پوچھے۔ کہ جھوٹ کس طرح حق کے مقابلہ میں غالب آسکتا ہے۔ اگر مولوی محمد علی صاحب حق پر ہوتے۔ تو بقول آپ کے سوا ر میر مدثر شاہ صاحب کے کوئی اور لائق آدمی کیوں نہ مولوی محمد علی صاحب کے ساتھ ہوتا۔ ایک طرف تو مولوی محمد علی صاحب کے ساتھ "عوام کالانعام" ہیں۔ اور اس کے مقابل پر "غلام رسول اللہ دتا وغیرہ کو ڑیوں مبلغ"۔ مگر پھر بھی راہ راست پر وہی ہیں +

احمدیت کے فروغ پر دشمن کی گواہی،

لیڈر صاحب ہمارے خیالات کے متعلق یوں رقمطراز ہیں :-

"اول اول میرا خیال تھا۔ کہ قادیانی عقائد کو کبھی فروغ نہ ہوگا۔ لیکن اب دیکھ رہا ہوں۔ کہ یہ قوم اس بارے میں خاص طور پر منظم ہو چکی ہے"

بے شک خدا کے فضل اور اس کی عنایات خاص سے جو حق کے شامل حال ہوا کرتی ہیں۔ احمدیت کو فروغ حاصل ہوا۔ اور آپ جیسے سیاہ باطن محروم کے محروم ہی رہے۔ اب بھی وقت ہے۔ کہ اس کی طرف توجہ کریں مگر سچ فرمایا مخبر صادق نے لقد حق القول علی اکثرھم فھم لا یومنون۔ (اکثر لوگوں پر حق ثابت ہو گیا۔ لیکن پھر بھی ایمان نہیں لاتے)

(بقیہ دیکھو صفحہ ۳ کالم ۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیسائی مشن

مسٹر اکبر مسیح اور ابن اللہ

(۳)

(از مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل)

مسیح ناصری ازروئے انجیل

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۷)

حضرت مسیح علیہ السلام کے حالات معلوم کرنے کے لئے جب ہم اناجیل کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو ہمیں افسوس آتا ہے۔ کہ انجیل نویسوں نے حضرت مسیح کے عالم شباب پر بالکل کوئی روشنی نہیں ڈالی۔ جس سے ہمیں معلوم ہو سکتا۔ کہ جوانی کے شروع میں انہوں نے اپنی زندگی کس طریق پر گذاری ہے۔ اور اگر اس زمانہ کے حالات اناجیل اربعہ میں بیان کئے جاتے تب یقینی طور پر ہمیں بہت کچھ معلومات حاصل ہو سکتے تھے۔ مگر حیرت ہے۔ کہ انجیل نویسوں نے عالم شباب پر بالکل پردہ ڈال دیا۔ اور اسے تاریکی کی ایسی گھٹاؤں میں چھپا ڈالا۔ کہ اب بہتیری جستجو کرنے کے باوجود بھی اُس زمانے کا کوئی حال ہمیں معلوم نہیں ہو سکتا۔ یہ پردہ انہوں نے کیوں ڈالا؟ اور اُس زمانہ کے حالات آخر کیوں بیان نہیں کئے گئے۔ یہ ایک سوال ہے۔ جس کا جواب دینا ہر عیسائی پادری کا فرض منصبی ہے۔ انجیل نویسوں نے حضرت مسیح کی زندگی کے حالات اس وقت سے بیان کرنے شروع کئے ہیں۔ جبکہ وہ یردن کے کنارے یوحنا کے ہاتھ پر توبہ کا بپتسمہ لے کر ایک تبدیل شدہ انسان بنا۔ اور اس نے خدا کے روح کو کبوتر کی مانند آسمان سے اترتے دیکھا۔ یہ گویا نزول وحی کے بعد کے حالات ہیں۔ جو کہ اناجیل میں بیان کئے گئے۔ اور اس لئے اگرچہ ان حالات سے ہمیں کافی ذخیرہ مہیا نہیں ہو سکتا۔ مگر پھر بھی ایسے کئی واقعات ہمیں نظر آتے ہیں۔ جو حضرت مسیح کو معصوم اور بے عیب کہنے والوں کے لئے بہت ہی باعث عار ہیں۔

توبہ کا بپتسمہ لینا

چنانچہ پہلا امر جو حضرت مسیح کی عصمت کے صریح منافی ہے۔ یہ ہے۔ کہ انہوں نے یوحنا کے ہاتھ پر توبہ کا بپتسمہ لیا۔ دیکھو لکھا ہے:۔

"اس وقت یسوع گلیل سے یردن کے کنارے یوحنا کے پاس اس سے بپتسمہ لینے آیا۔ مگر یوحنا یہ کہکر اُسے منع کرنے لگا۔ کہ میں آپ تجھ سے بپتسمہ لینے کا محتاج ہوں۔ اور تو میرے پاس آیا ہے۔ یسوع نے جواب میں اُس سے کہا۔ کہ اب تو ہونے ہی دے۔ کیونکہ ہمیں اس طرح ساری راستبازی پوری کرنی مناسب ہے۔ اس پر اس نے ہونے دیا۔ اور یسوع بپتسمہ لیکر فی الفور پانی کے پاس سے اوپر گیا۔"

متی ۳ / ۱۳ تا ۱۵

گو ظاہری نظر میں کسی سے بپتسمہ لینا کوئی عیب کی بات نظر نہیں آتی۔ مگر جو بات قابلِ غور ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ مسیح کا بپتسمہ آخر کس چیز کا تھا۔ یوحنا کے متعلق لکھا ہے۔ کہ:۔

"اس وقت یروشلم اور سارے یہودیہ اور یردن کے گرد و نواح کے سب لوگ نکل کر اس کے پاس آگئے۔ اور اپنے گناہوں کا اقرار کر کے دریائے یردن میں اُس سے بپتسمہ لیا۔" متی ۳/۵

پھر یوحنا کے متعلق یہ بھی لکھا ہے۔ کہ:۔

"وہ یردن کے سارے گرد و نواح میں جا کر **گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کے بپتسمہ کی منادی کرنے لگا۔**" لوقا ۳/۳

ان ہر دو حوالجات سے یہ بات بالکل واضح ہو رہی ہے۔ کہ یوحنا کے پاس جب لوگ بپتسمہ لینے آتے تھے۔ تو وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرتے تھے۔ اور یوحنا منادی بھی یہی کرتے۔ کہ گناہوں کی معافی کے لئے مجھ سے توبہ کا بپتسمہ لو۔ اب دوسری طرف یہ بھی ثابت ہے۔ کہ حضرت مسیح نے یوحنا سے بپتسمہ لیا۔ تو لازماً انہوں نے بھی اپنے گناہوں اور عیوب کا اقرار کیا ہوگا۔ کیونکہ توبہ کا بپتسمہ بغیر گناہوں کے آخر کیونکر لیا جا سکتا تھا۔ اور جب گناہوں کا اقرار انہوں نے کر لیا۔ تو انہیں معصوم اور بے عیب کہنا ہرگز عیسائیوں کے لئے روا نہ رہا۔ الغرض حضرت مسیح کا یوحنا کے ہاتھ پر توبہ کا بپتسمہ لینا۔ جبکہ اس بپتسمے کا یہی منشاء تھا۔ کہ لوگ اپنے گناہوں کا اقرار کر کے خدا سے معافی چاہیں۔ ظاہر کرتا ہے۔ کہ مسیح نے بھی اپنے گناہوں کا اقرار کیا۔ اور اس طرح اپنے خاص فعل سے اپنی عصمت اور بے گناہی کا علانیہ ابطال کر دیا۔ پس اب عیسائیوں کے لئے یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح کو معصوم اور بے عیب کہتے پھریں۔

والدہ کی تحقیر کرنا

علاوہ ازیں اناجیل سے حضرت مسیح کا ایک بہت بڑا عیب ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی والدہ کی تحقیر کیا کرتے تھے۔ حالانکہ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ والدہ نہایت قابلِ تعظیم ہستی ہے۔ اس کی تحقیر اور تذلیل کرنا اور اپنی والدہ کا دل دکھانا کسی طرح پر بھی جائز نہیں ہو سکتا۔ مگر کچھ بھی ہو۔ انجیل نویس حضرت مسیح میں یہ عیب ثابت کر کے آپ کو نعوذ باللہ گنہگار ثابت کرتے ہیں۔ لکھا ہے:۔

"جب وہ بھیڑ سے یہ کہہ ہی رہا تھا۔ تو دیکھو اُس کی ماں اور بھائی باہر کھڑے تھے۔ اور اُس سے باتیں کرنی چاہتے تھے۔ کسی نے اس سے کہا۔ دیکھ تیری ماں اور تیرے بھائی باہر کھڑے ہیں۔ اور تجھ سے باتیں کرنا چاہتے ہیں۔ اُس نے خبر دینے والے کو جواب میں کہا **کون ہے میری ماں۔ اور کون ہیں میرے بھائی۔** اور اپنے شاگردوں کی طرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہاتھ بڑھا کر کہا۔ دیکھو میری ماں اور میرے بھائی یہ ہیں۔ کیونکہ جو کوئی میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلے۔ وہی میرا بھائی اور بہن اور ماں ہے۔" متی ۱۲/۴۶ تا ۵۰

اب سوچو۔ کہ مسیح کا یہ جواب سن کر ان کی والدہ کا دل کیسا غمناک ہوا ہوگا۔ اور انہیں کتنا بڑا رنج اور دکھ پہنچا ہوگا۔ اور وہ دل میں کیا کہتی ہونگی۔ کہ میں اپنے بیٹے کو ملنے کے لئے گئی۔ مگر اس نے مجھے ایسا روکھا جواب دیا۔ کہ جو بہت ہی قابل افسوس ہے۔ اور پھر ایسا جواب اس نے بھری مجلس میں لوگوں کے سامنے دیا۔ کیا والدہ کی یہی کچھ تعظیم حضرت مسیح دنیا میں سکھانے آئے تھے۔ اور کیا مسیح کی والدہ مریم آسمانی باپ کی مرضی پر چلنے والی نہ تھی؟ جو اس کو مادریت سے خارج کر دیا۔

اسی طرح ایک اور واقعہ بھی لکھا ہے۔ کہ ایک شادی کے موقع پر حضرت مسیح اور ان کی والدہ صدیقہ بھی مدعو تھیں۔ وہاں شراب کا دور چلا۔ اور لوگوں نے اس قدر شراب پی۔ کہ آخر تمام مے ختم ہوگئی۔ اس پر لکھا ہے۔ کہ حضرت مریم صدیقہ مسیح علیہ السلام کے پاس آئیں۔ اور کہنے لگیں۔ کہ ان کے پاس مے نہیں رہی۔ والدہ کی اس بات کا آپ نہایت ترش روئی سے یوں جواب دیتے ہیں۔

"اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام ہے؟ ابھی میرا وقت نہیں آیا۔" یوحنا ۲/۴

کیا والدہ کی یہ بے عزتی نہیں ہے۔ اور ایسا کہنا کیا والدہ کی بے ادبی کرنا نہیں کہلاتا۔ اور جب مسیح علیہ السلام نے ایسا فعل کیا۔ تو یقیناً اس عیب سے وہ ملوث ہوئے۔ اور ایک گناہ سے یقینی طور پر وہ گنہگار ہوگئے۔ پس اس واقعہ کی موجودگی میں عیسائیوں کا آپ کو معصوم اور بے عیب کہنا کسی طرح بھی صحیح نہیں مانا جا سکتا۔

انگوری شراب پینا

پھر اناجیل سے حضرت مسیح کا ایک بہت بڑا عیب یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ شراب پینے کے عادی تھے۔ اور نہ صرف خود شراب پیتے تھے۔ بلکہ دوسروں کو پلانے کے لئے بعض دفعہ معجزہ کے طور پر بھی شراب بنا دکھاتے تھے۔ چنانچہ آپ کا خود شراب پینا متی ۲۶/۲۹ سے ثابت ہے۔ جہاں آپ حواریوں سے فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ انگور کا یہ شیرہ پھر کبھی نہ پیؤنگا۔ اس دن تک کہ تمہارے ساتھ اپنے باپ کی بادشاہت میں نیا نہ پیوں"

اور معجزہ کے طور پر شراب بنانا اور دوسروں کو پلانا یوحنا باب ۲ سے ثابت ہے۔ جہاں لکھا ہے:۔

"وہاں یہودیوں کی طہارت کے دستور کے موافق پتھر کے چھ مٹکے رکھے تھے۔ اور ان میں دو دو تین تین من کی گنجائش تھی۔ یسوع نے ان سے کہا۔ مٹکوں میں پانی بھر دو۔ پس انہوں نے ان کو لبالب بھر دیا۔ پھر اس نے ان سے کہا۔ کہ اب نکال کر میر مجلس کے پاس لے جاؤ۔ پس وہ لے گئے۔ جب میر مجلس نے وہ پانی چکھا۔ جو مے بن گیا تھا۔ اور نہ جانتا تھا۔ کہ یہ کہاں سے آئی۔ تو میر مجلس نے دولہا کو بلا کر اس سے کہا۔ ہر شخص پہلے اچھی مے پیش کرتا ہے۔ اور ناقص اس وقت جب پی کر چھک گئے۔ مگر تو نے اچھی مے اب تک رکھ چھوڑی ہے۔ یہ پہلا معجزہ یسوع نے قانائے گلیل میں دکھا کر اپنا جلال ظاہر کیا۔ اور اس کے شاگرد اس پر ایمان لائے"۔ یوحنا ۲/۱ تا ۱۱

غرض حضرت مسیح اپنی تمام عمر شراب پیتے اور پلاتے رہے۔ اور یہیں اس عیب کی موجودگی کا اس وجہ سے بھی یقین ہوتا ہے۔ کہ دشمن آپ کو شرابی کہا کرتے تھے۔ دیکھو لکھا ہے:۔

"ابن آدم کھاتا پیتا آیا۔ اور وہ کہتے ہیں۔ کہ دیکھو ایک کھاؤ اور شرابی محصول لینے والوں اور گنہگاروں کا یار۔" متی ۱۱/۱۹

غرض شراب استعمال کرنا چونکہ ایک گناہ اور عیب ہے۔ بلکہ یہاں تک لکھا ہے۔ کہ شرابی خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہوں گے (۱ کرنتھیوں ۶/۱۰) اور ادھر حضرت مسیح کا شراب پینا یقینی طور پر ثابت ہو رہا ہے اور اس گناہ کی موجودگی ثابت کر رہی ہے۔ کہ آپ معصوم عن الخطاء ہرگز نہیں تھے۔

بلاوجہ گالیاں نکالنا

پھر اناجیل سے حضرت مسیح کا ایک اور عیب ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ یہودیوں کے عالموں کو۔ اور حاکم وقت تک کو بھی اور بعض دفعہ اپنے متبعین کو نہایت گندی گالیاں نکالا کرتے تھے۔ اور ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ گالی نکالنا کتنا بڑا عیب ہے۔

لکھا ہے۔ کہ چند فریسی اور صدوقی آپ کے پاس آئے۔ اور درخواست کی کہ ہمیں کوئی نشان دکھلایا جائے۔ اس پر آپ برہم ہو کر جواب دیتے ہیں:۔

"اس زمانے کے برے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں۔ مگر یونس کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا۔ اور وہ انہیں چھوڑ کر چلا گیا"۔ متی ۱۶/۴

گویا بلاوجہ ان علماء یہود کو برا اور زناکار کہہ دیا۔ اور ان کی شرافت کا کچھ بھی پاس نہ کیا۔ اسی طرح لکھا ہے:۔

"اس گھڑی بعض فریسیوں نے آکر اس سے کہا کہ نکل کر یہاں سے چل دے۔ کیونکہ ہیرودیس تجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ اس نے ان سے کہا۔ کہ جا کر اس لومڑی سے کہہ دو۔ کہ دیکھ میں آج اور کل بدروحوں کو نکالتا اور شفا بخشنے کا کام انجام دیتا رہوں گا۔ اور تیسرے دن کمال کو پہنچوں گا"۔ لوقا ۱۳/۳۱، ۳۲ و ۳۳

اب ہیرودیس حاکم وقت کو لومڑی کہہ دینا بھلا کہاں کی شرافت ہے۔ اسی طرح اپنے حواریوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"پاک چیز کتوں کو نہ دو۔ اور اپنے موتی سوروں کے آگے نہ ڈالو۔ ایسا نہ ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ وہ انہیں پاؤں کے نیچے روندیں۔ اور پلٹ کر تمہیں پھاڑیں" متی ۷/۶

گویا تمام دوسرے لوگوں کو کتا اور سور قرار دے دیا۔ اب اگر اسے بھی ہم بدزبانی اور گالی نکالنا نہ کہیں تو کیا کہیں۔

اسی طرح پطرس حواری کو ایک دفعہ ناراضگی میں آکر فرمانے لگے:-

"اے شیطان میرے سامنے سے دور ہو۔ تو میرے لئے ٹھوکر کا باعث ہے" متی ۱۶/۲۳

پھر علاوہ ان گالیوں کے آپ فقیہوں اور فریسیوں کو ملامت کرتے ہوئے کہتے ہیں:-

"اے ریاکار فقیہو اور فریسیو" متی ۲۳/۱۳

"اے اندھے راہ بتلانے والو" متی ۲۳/۱۶

"اے احمقو اور اندھو" متی ۲۳/۱۷

"اے سانپو۔ اے افعی کے بچو۔ تم جہنم کی سزا سے کیونکر بچو گے" متی ۲۳/۳۳

غرض ان گالیوں کو دیکھو۔ اور پھر خود سوچو کہ آیا اناجیل اربعہ سے حضرت مسیح کو معصوم اور بے عیب کہنا ہمارے لئے جائز ہو سکتا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ صرف ایک ہی آواز ہر ایک قلب سے اٹھیگی کہ نہیں۔ اور ہرگز نہیں۔ کیونکہ لکھا ہے۔ کہ "گالی بکنے والے خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہوں گے"۔ ۱۔ کرنتھیوں ۶/۱۰

بدچلن عورت سے عطر ملانا

اسی طرح اناجیل میں حضرت مسیح کا ایک اور عیب بھی لکھا ہوا ہے۔ یعنی آپ نے شہر کی ایک مشہور کنچنی سے عطر ملوایا۔ اور ارادتاً اس کے جسم کو اپنے جسم سے لگنے دیا۔ اور اسے ایسا فعل کرنے سے منع نہیں کیا۔ بلکہ خوش ہوئے۔ اور اس کی اجازت دی۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"کسی فریسی نے اس سے درخواست کی۔ کہ میرے ساتھ کھانا کھا۔ پس وہ اس فریسی کے گھر جا کر کھانا کھانے بیٹھا۔ تو دیکھو ایک بدچلن عورت جو اس شہر کی تھی۔ یہ جان کر کہ اس فریسی کے گھر میں کھانا کھانے بیٹھا ہے۔ سنگ مرمر کی عطردانی میں عطر لائی۔ اور اس کے پاؤں کے پاس روتی ہوئی پیچھے کھڑی ہو کر اس کے پاؤں آنسوؤں سے بھگونے لگی۔ اور اپنے سر کے بالوں سے پونچھے۔ اور اس کے پاؤں بہت چومے۔ اور ان پر عطر ڈالا۔ اس کی دعوت کرنے والا فریسی یہ دیکھ کر اپنے جی میں کہنے لگا۔ کہ اگر یہ شخص نبی ہوتا۔ تو جانتا۔ کہ جو اسے چھوتی ہے۔ وہ کون ہے۔ اور کیسی عورت ہے۔ کیونکہ بدچلن ہے" لوقا ۷/۳۷ تا ۳۹

اب ایک بدچلن اور مشہور بدکار عورت کا آپ کے پاؤں چومتے جانا۔ اور اس کا نہایت قیمتی عطر آپ کے پاؤں پر انڈیلنا۔ اور اپنے بالوں کو کھول کر ان سے آپ کے پاؤں کو پونچھتے جانا یہ ہرگز ایسا واقعہ نہیں ہے۔ جو نظر انداز کیا جا سکے۔ کیا کسی ریفارمر اور مصلح وقت یا "ابن اللہ" کے لئے یہ جائز امر ہے۔ کہ وہ اس طرح بدکار عورتوں کو اپنے قریب آنے دے۔ اور ان کے محبت کے بوسے اپنے پاؤں پر لے۔ اور انکے جسم کو اپنے جسم سے لگنے دے۔ اور اس طرح لوگوں کے دلوں میں اپنے متعلق مختلف قسم کے شبہات پیدا کر دے۔ وہ فریسی جس نے آپکی دعوت کی۔ اس کا اس واقعہ کو دیکھ کر حیران ہونا ایک لازمی امر تھا۔ اور اسی لئے اس نے کہا۔ کہ یہ تو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ مگر پھر اس نے ایسا کام کیوں کیا اس کا جواب خواہ کچھ ہی دے لو۔ لیکن اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ بدکار اور بدچلن عورتوں کو اس طرح پہلو بہ پہلو اپنے پاس آنے کی اجازت دینا ہرگز روا نہیں ہے۔ اور خصوصاً ایک مصلح وقت یا "ابن اللہ" کی زندگی میں ایسے واقعات کا ملنا اس کے متبعین کے لئے بہت ہی باعث عار ہے۔ کیونکہ مصلحین دنیا کی اصلاح اور بہبودی کے لئے آیا کرتے ہیں۔ اور اگر خود ان کا اپنا نمونہ ایسا ہو۔ کہ بدکار عورتیں انکے پاس آتی ہوں۔ اور بیش قیمت عطر ان کے پاؤں پر انڈیلتی ہوں۔ اور پھر انہیں بوسے پر بوسے دیتی ہوں۔ تو یقیناً ایسے واقعات دیکھ کر اس کے ماننے والے بھی ایسی کسبیوں اور کنچنیوں سے پرہیز نہیں کرینگے۔ بلکہ اختلاط رکھیں گے۔ اور اس کا نتیجہ جو کچھ نکلے گا۔ وہ ظاہر ہی ہے۔ پس حضرت مسیح کی زندگی میں اس واقعہ کا پایا جانا مخالفین کے دلوں میں آپ کو گنہگار ثابت کرنے کے لئے بہت کافی ہے۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ اس واقعہ کے ہوتے ہوئے عیسائی پھر کس منہ سے حضرت مسیح کو معصوم اور بے گناہ ٹھہرائینگے۔ کیا مسیح کو گنہگار ثابت کرنے کے لئے صرف یہی بات کافی نہیں ہے۔ کہ ایک ناپاک کنچنی اور شہر کی مشہور رنڈی نے اپنا جسم آپ کے جسم سے لگایا۔ اپنا منہ آپ کے پاؤں سے لگایا۔ انہیں بوسے دیئے۔ اور اپنے بال کھول کر ان سے آپ کے پاؤں پونچھے۔ یقیناً ایسا واقعہ اگر کسی ایک شخص کے ساتھ بھی ہو جائے۔ تو لوگ اسے ملعون کریں۔ اور اسے بدنام کرتے پھریں۔ مگر مسیح کے ساتھ یہی واقعہ ہؤا۔ اور عیسائیوں پر اس کا کوئی اثر نہیں۔ مگر غالباً انہی وجوہات سے یہودی حضرت مسیح کو نعوذ باللہ بدکار بھی کہا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ پیلاطوس سے کہتے ہیں۔ کہ:-

"اگر یہ بدکار نہ ہوتا۔ تو ہم اسے تیرے حوالے نہ کرتے" یوحنا ۱۸/۳۰

پس یہ واقعہ خود ایسا عظیم الشان واقعہ ہے۔ کہ مسیح کو معصوم اور بے عیب کہنے والوں کے لئے اس میں بہت کچھ نصیحت بھری ہوئی ہے۔ کاش کہ وہ اس پر غور کریں اور سوچیں۔

زناکارہ عورت کو بلا سزا چھوڑ دینا

پھر مسیح علیہ السلام کو معصوم کہنے والے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدارا اس واقعہ پر غور کریں۔ جو یوحنا میں لکھا ہُوا ہے۔ وہاں لکھا ہے:۔

"صبح سویرے ہی وہ پھر ہیکل میں آیا۔ اور سب لوگ اس کے پاس آئے۔ اور وہ بیٹھکر انہیں تعلیم دینے لگا۔ اور فقیہہ اور فریسی ایک عورت کو لائے۔ وہ زنا میں پکڑی گئی تھی۔ اور اسے بیچ میں کھڑا کر کے یسوع سے کہا۔ اے استاد یہ عورت زنا میں عین فعل کے وقت پکڑی گئی ہے۔ توریت میں موسیٰ نے ہم کو حکم دیا۔ کہ ایسی عورتوں کو سنگسار کریں۔ پس تو اس عورت کی نسبت کیا کہتا ہے۔ انہوں نے اسے آزمانے کے لئے یہ کہا۔ تاکہ اُس پر الزام لگانے کا کوئی سبب نکالیں۔ مگر یسوع جھک کر انگلی سے زمین پر لکھنے لگا۔ جب وہ اُس سے سوال کرتے ہی رہے۔ تو اُس نے سیدھے ہو کر اُن سے کہدیا۔ کہ جو تم میں سے بے گناہ ہو۔ وہی پہلے اس کو پتھر مارے۔ اور پھر جھک کر زمین پر انگلی سے لکھنے لگا۔ وہ یہ سُن کر دل ہی دل میں آپ کو گنہگار سمجھ کر بڑوں سے لے کر چھوٹوں تک۔ ایک ایک کر کے چلے گئے۔ اور یسوع اکیلا رہ گیا۔ اور عورت وہیں بیچ میں رہ گئی۔ یسوع نے سیدھے ہو کر اُس سے کہا۔ اے عورت یہ لوگ کہاں گئے۔ کیا کسی نے تجھ پر حکم نہیں لگایا۔ اُس نے کہا اے خداوند کسی نے نہیں۔ یسوع نے کہا۔ میں بھی تجھ پر حکم نہیں لگاتا۔ جا پھر گناہ نہ کرنا۔" یوحنا ۸/۱ تا ۱۱

ناظرین! اس واقعہ کو پڑھو۔ اور پھر خود ہی سوچو کہ مسیح علیہ السلام نے کتنا بڑا گناہ کیا۔ ایک زانیہ عورت جو عین زنا میں پکڑی گئی تھی۔ آپ کے پاس لائی گئی۔ مگر آپ اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اسے کوئی سزا نہیں دیتے۔ صرف یہ کہتے ہیں۔ کہ پھر گناہ نہ کرنا۔ مگر کیا ایسا کہنا انہیں روا تھا۔ اور کیا صرف اتنا کہنے سے وہ اس الزام سے بری ہو سکتے ہیں۔ کہ کیوں انہوں نے بلا وجہ ایک زانیہ عورت کو چھوڑ دیا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ واقعہ ثابت کر رہا ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام فعل زنا کو کوئی بُرا کام نہیں سمجھتے تھے۔ کیونکہ یہ سخت تعجب انگیز امر ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام یہاں تک تو کہنے کو طیار ہیں۔ کہ جو اپنے بھائی کو احمق کہیگا۔ وہ آگ کے جہنم کا سزاوار ہوگا۔ (متی ۵/۲۲) مگر جب زنا جیسے فعل کا ارتکاب کرنے والی عورت سامنے لائی جاتی ہے۔ تو اسے ایک لفظ بھی عتاب کے رنگ میں نہیں کہتے۔ بلکہ بالکل بری کر دیتے ہیں۔ یہ واقعہ جو یوحنا کی انجیل میں بیان کیا گیا۔ ہر منصف اور دانا انسان کی نگاہ میں ایسا حیرت انگیز واقعہ ہے۔ کہ جو آپ کو اس لحاظ سے گنہگار اور نعوذ باللہ مجرم ٹھہراتا ہے۔ کہ آپ نے بلا وجہ زانیہ عورت کو چھوڑ دیا۔ اور اس طرح زنا کو اپنے فعل سے ایک رنگ میں قابلِ عتاب نہ سمجھا۔ پس اب سوچو کہ مسیح علیہ السلام کو معصوم اور بے عیب کہنا یوحنا اور دوسری اناجیل ماننے والوں کے لئے کس طرح جائز ہو سکتا ہے!

غیروں کی مملوکہ اشیاء کو تباہ کر دینا

پھر مسیح علیہ السلام کا ایک اور گناہ اناجیل سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے ایک بے گناہ شخص کے قریباً دو ہزار سوروں کے گلّے کو بالکل تلف کر ڈالا۔ اور انہیں جھیل میں گرا کے سب کو ہلاک کر دیا۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"جب وہ اس پار گدرینیوں کے ملک میں پہنچا تو دو آدمی جن میں بد روحیں تھیں۔ قبروں سے نکلکر اُسے ملے × × × اور دیکھو۔ انہوں نے چلا کر کہا۔ اے خدا کے بیٹے۔ ہمیں تجھ سے کیا کام؟ کیا تو اس لئے یہاں آیا ہے۔ کہ وقت سے پہلے ہمیں عذاب میں ڈالے۔ اُن سے کچھ دُور بہت سے سوروں کا غول چر رہا تھا۔ پس بد روحوں نے اس کی منت کر کے کہا۔ کہ اگر تو ہم کو نکالتا ہے۔ تو ہمیں سوروں کے غول میں بھیج دے۔ اُس نے اُن سے کہا۔ کہ جاؤ۔ وہ نکل کر سوروں کے اندر چلی گئی۔ اور دیکھو سارا غول کڑاڑے پر سے جھپٹ کر جھیل میں جا پڑا۔ اور پانی میں ڈوب مرا۔" متی ۸/۲۸ تا ۳۲

علاوہ ازیں مرقس باب ۵ میں ان سوروں کی تعداد بھی بتلائی گئی ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ وہ قریباً دو ہزار سور تھے۔

اب اس واقعہ کو پڑھ کر آپ لوگ خود ہی سوچ لیں۔ کہ یہ کتنا بڑا گناہ ہے۔ کہ ایک غیر شخص کی مملوکہ چیزوں کو بالکل تلف کر ڈالا۔ اور انہیں بغیر پوچھے جھیل میں گرا کے ہلاک کر دیا۔ اور پھر سوچو کہ یہ واقعہ سن کر اُن سوروں کے مالک کو کتنا بڑا صدمہ اور افسوس ہُوا ہوگا۔ اور وہ مسیح کے متعلق کیا کچھ دل میں خیال کرتا ہوگا۔ غالباً یہی نقصان تھا۔ جس کو دیکھتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ:۔

"سارا شہر یسوع سے ملنے کو نکلا۔ اور اسے دیکھکر منت کی۔ کہ ہماری سرحدوں سے باہر چلا جا۔" متی ۸/۳۴

عیسائی اسے معجزہ کہتے ہیں۔ لیکن اگر یہ فی الواقع معجزہ ہی ہوتا۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ لوگ حضرت مسیح کو اپنے شہر میں جگہ دیتے۔ اور انہیں اپنے سر آنکھوں پر بٹھاتے۔ مگر وہ تو منتیں کرتے ہیں۔ کہ آپ ہماری سرحدوں سے باہر چلے جائیں۔ اور اُن کا حضرت مسیح کو اپنی سرحدوں سے باہر چلے جانے پر زور دینا بتلا رہا ہے۔ کہ ان کے دل کو مسیح نے بہت بڑا صدمہ پہنچایا تھا۔ کیونکہ ان کی قیمتی چیزیں مسیح نے ہلاک کر دیں۔ پس یہ واقعہ بھی بالصراحت ثابت کر رہا ہے۔ کہ حضرت مسیح معصوم اور بے عیب ہرگز نہیں کہلا سکتے۔

چوری کی تائید کرنا

پھر مسیح علیہ السلام کا ایک گناہ بھی اناجیل میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیان کیا گیا ہے۔ کہ وہ اپنے شاگردوں سمیت ایک دفعہ کھیتوں میں سے گذر رہے تھے۔ کہ ان کے شاگرد **بغیر مالک کے پوچھے کھیتوں کی بالیں توڑ توڑ کر کھانے لگے۔** اس پر فریسیوں نے بجا طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کو مطلع کیا۔ کہ آپ کے شاگرد یہاں پر وہ کچھ کر رہے ہیں۔ جو کرنا انہیں ہرگز روا نہیں۔ مگر مسیح علیہ السلام نے اُن کی چوری کی تائید کی۔ اور فریسیوں کو الٹا ملامت کی۔ کہ تم لوگ بہت ہی بے سمجھ ہو۔ دیکھو لکھا ہے:-

"اور ایسا ہُوا۔ کہ وہ سبت کے دن کھیتوں میں ہو کر جا رہا تھا۔ اور اُس کے شاگرد راہ چلتے ہوئے بالیں توڑنے لگے۔ اور فریسیوں نے اس سے کہا۔ دیکھ یہ سبت کے دن وہ کام کیوں کرتے ہیں۔ جو روا نہیں۔ اُس نے اُن سے کہا۔ کیا تم نے کبھی نہیں پڑھا۔ کہ داؤد نے کیا کیا جب اس کو اور اُس کے ساتھیوں کو ضرورت ہوئی۔ اور وہ بھوکے ہوئے۔ وہ کیونکر سردار کاہن ابیاتار کے عہد میں خدا کے گھر میں گیا۔ اور نذر کی روٹیاں کھائیں۔ جن کا کھانا کاہنوں کے سوا اور کسی کو روا نہیں۔ اور اپنے ساتھیوں کو بھی دیں" مرقس ۲/۲۳ تا ۲۷

اب تبلاؤ۔ کہ کیا ایسا انسان کبھی "معصوم عن الخطاء" کہلا سکتا ہے۔ جو دوسروں کو بجائے گناہوں سے روکنے کے انہیں اور زیادہ گناہوں پر آمادہ کرے اور چوری جیسے قبیح فعل کی بجائے مذمت کرنے کے بڑے زور سے تائید اور تصدیق کرے۔ جبکہ دوسروں کا مال کھا لینا یقینی طور پر مذہبی دنیا میں گناہ سمجھا جاتا ہے۔ تو مسیح علیہ السلام جنہوں نے اس گناہ کی تائید کی۔ پھر وہ بھلا کس طرح گنہگار ثابت نہ ہونگے۔ پس اس واقعہ سے بھی یقینی طور پر آپ کا گنہگار ہونا ثابت ہے۔ اور عیسائیوں کا آپ کو معصوم عن الخطاء کہنا باطل اور یہی ہمارا مدعا ہے۔

ایک سچی بات چھپانے کا حکم دینا

پھر مسیح علیہ السلام کا ایک اور گناہ بھی اناجیل میں بیان کیا گیا ہے۔ اور وہ یہ کہ انہوں نے اپنے شاگردوں کو ایک سچی بات کے چھپانے کا تاکیدی حکم دیا۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے شاگردوں سے پوچھا۔ کہ "لوگ ابن آدم کو کیا کہتے ہیں" اس پر انہوں نے کہا۔ کہ بعض یوحنا بپتسمہ دینے والا کہتے ہیں۔ بعض ایلیاہ بعض یرمیاہ اور بعض نبیوں میں سے کوئی۔ مگر حضرت مسیح علیہ السلام نے دوبارہ دریافت فرمایا۔ کہ تم مجھے کیا کہتے ہو۔ اس پر شمعون پطرس نے جواب میں کہا۔ کہ "تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے" - یہ جواب سن کر حضرت مسیح بہت ہی خوش ہوئے۔ مگر لکھا ہے۔ کہ "اس نے شاگردوں کو حکم دیا۔ کہ کسی کو نہ بتانا کہ یہ مسیح ہے" متی ۱۶/۲۰

اب کتمان حق کا حکم دینا۔ اور دوسروں کو ایک سچی بات کا علم نہ ہونے دینا کیا مذہبی دنیا میں گناہ سمجھا جاتا ہے یا کہ نہیں۔ اور جبکہ یقیناً ایسا حکم دینا ایک عیب اور گناہ ہے۔ تو لازماً حضرت مسیح بھی گنہگار ٹھہرے۔ اور عیسائیوں کا انہیں معصوم اور بے عیب کہنا باطل ہو گیا ؎ (باقی دارد)

دیانندی مشن

آریوں کے آریوں کو سرٹیفکیٹ

مہاشہ کرشن نے ایک نوٹ بعنوان "احمدیوں کے احمدیوں کو سرٹیفکیٹ" اخبار پرکاش ۱۰ نومبر میں نکالا ہے۔ جس کے آخر میں مہاشہ صاحب لکھتے ہیں کہ یہ ہے۔ ان کے اخلاق و تہذیب کا نمونہ۔

مہاشہ کرشن کو کیا خبر کہ اخلاق و تہذیب کیا چیز ہے۔ اور کس بلا کا نام ہے۔ کیونکہ ان کے آئے دن کی لڑائی جھگڑوں نے ان کے مزاج کو یہاں تک بدل دیا ہے۔ کہ وہ اب اخلاق و تہذیب کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ کیا مہاشہ کرشن کو آریہ سماج کے اخلاق کا پتہ نہیں۔ اور کیا اس کو علم نہیں۔ کہ آریہ سماج میں اخلاق کی کمی کی وجہ سے ہزاروں آدمی سماج کو چھوڑ کر اس سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ اور پھر انہوں نے وہ وہ سرٹیفکیٹ آریہ سماج کو دیئے کہ جن کو سن کر انسان حیران ہوتا ہے۔ اگر مہاشہ صاحب کو یاد نہ ہو۔ تو ذرا دھیان سے سنیں۔ میں چند ایک سرٹیفکیٹ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے۔ کہ آریہ سماج کے ممبر اور دیانندی پنتھ کے ماننے والے اخلاق کے و تہذیب کے کتنے سرٹیفکیٹ حاصل کر چکے ہیں۔

سرٹیفکیٹ ۱ "آریہ سماج کو مہذب گروہ سمجھنا غلطی ہے۔

دھرم پال کا چند آریہ سماج کے ممبروں کو بُرا بھلا کہنا سماج میں نئی بات نہیں ہے۔ جس سماج میں سے برگزیدہ شخص کو کل کے لونڈے بوچڑ قصائی۔ مکار اور پالیسی باز کہنے کی جرأت کرتے ہیں۔ جس سماج میں ستیتی کی بھی داڑھی پکڑنے کا حوصلہ ذرا ذرا سے چھوکروں کو ہو گیا ہے۔ وہ سماج کبھی مہذب ہو سکتی ہے۔ دھرم پال جھوٹ نہیں لکھتے۔ جن کو منشی رام نے بانس پر چڑھایا تھا۔ وہی ان کو اپنے خاص خیال سے مخالف پا کر بے ایمان اور مکار کہا کرتے ہیں۔ ابھی کل کی بات ہے کہ مہنر اج کو مانس خور تو کہتے ہی تھے۔ لیکن اب شراب خور بھی کہنے لگ پڑے ہیں۔ جو کہ سراسر لغو اور فضول حرکت ہے۔ یہی حال اور بزرگوں کی عزت اور آبرو کا ہے۔ بھلا جہاں یہ حال ہو وہاں کوئی بھلا مانس آدمی کیسے داخل ہونے کی جرأت کرے۔ تعجب تو یہ ہے۔ کہ آریہ سماج کو آریوں کا مجمع کہنا ہی غلطی ہے۔ **جہاں تہذیب نہ ہو۔ جہاں سے اخلاق نے کوچ کا ڈنکا بجا دیا ہو۔ جہاں بدھو کی رائے نہ چلتی ہو۔ اس کو مہذب گروہ کہنا اگر غلطی نہیں تو اور کیا ہے؟"** (رسالہ مادنتد لاہور)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیوں مہاشہ صاحب یہ ہے۔ آپ کے اخلاق اور تہذیب کا نمونہ۔ کیا اس کے ہوتے ہوئے آپ کو حق پہنچتا ہے۔ کہ آپ دوسری قوموں کے اخلاق پر اعتراض کریں۔ جبکہ آپ کی سماج سے اخلاق مفقود ہو چکا ہے۔

سرٹیفکیٹ ۲ جو ڈاکٹر چرنجیو صاحب بھار دواج کی طرف سے ملا ہے:۔

"آریہ سماج میں گدھے بھرتی ہو رہے ہیں۔ جو آدمی چاہے۔ ان کو نیچے لگا لیتا ہے"!!

دیکھو مہاشہ کرشن! جس سماج میں داخل ہونے والوں کی حیثیت بقول ڈاکٹر صاحب ایک گدھے سے زائد نہ ہو۔ اس کو کیا حق ہے۔ کہ وہ ایک دوسری قوم کے اخلاق پر اعتراض کرے۔ مہاشہ صاحب کو چاہیئے تھا۔ کہ وہ احمدیہ جماعت کے اخلاق پر اعتراض کرتے وقت اپنی سماج کے اخلاق کو اچھی طرح دیکھ لیتے۔ کہ آریہ سماج میں داخل ہونے والوں نے اپنے اندر اخلاق کو کہاں تک جگہ دی ہے۔

سرٹیفکیٹ ۳ پرکاش نے آریہ گزٹ کو عطا فرمایا ہے:۔

"آریہ گزٹ کے نام میں اگرچہ آریہ شبد آتا ہے لیکن اس کی ایمانداری وناریوں سے بچی گئی گذری ہے۔ سچ جھوٹ کی تو تمیز کرنے کی اس نے کبھی ضرورت ہی نہیں سمجھی۔ ہر ہفتہ بے پر کی اڑاتا رہتا ہے۔ اس ذات شریف نے.... وغیرہ" (اخبار پرکاش ۱۶ بیساکھ ۱۹۸۴ء)

سرٹیفکیٹ ۴ پھر لکھا ہے:۔ "آریہ گزٹ کا ایڈیٹر کس قدر گر گیا ہے۔ وہ دوسروں کی چٹھیوں میں اپنے مطلب کا تغیر و تبدل کرنے کے پاپ تک سے نہیں ہچکچاتا۔ یہ کام پہلے سے کیا کرتا تھا۔ لیکن اب اس کام کو ایسے اخبار کے ایڈیٹر نے اختیار کیا ہے۔ جس کے نام میں آریہ کا شبد ہے۔ آریہ جیسے مہان شبد کی مٹی پلید کرنے پر وہ کیوں تلا ہوا ہے۔ کیوں نہیں وہ اپنے اخبار کا نام بدل دیتا۔ تاکہ ان دروغ بیانیوں چالاکیوں اور بے جا ردوبدل کے لئے آریہ شبد تو بدنام نہ ہو نہ معلوم آریہ گزٹ ... کس اخلاق کا آدمی ہے"!!

(پرکاش مذکور)

کہو مہاشہ کرشن جی! یہ ہے آپ کا اخلاق جس پر آپ جماعت احمدیہ کے اخلاق کو پرکھنا چاہتے ہیں۔ آگے سنیں اب آپ کے متعلق آپ کے بھائی آریہ گزٹ کا کیا فتویٰ ہے۔ اس کو بھی ذرا دھیان سے سن لے۔ تاکہ تجھے بھی پتہ لگ جاوے۔ کہ تمہارے اخلاق وعادات کے متعلق اس کی کیا رائے ہے۔ سن اور غور سے سن۔

سرٹیفکیٹ ۵ یہ آریہ گزٹ کی طرف سے ایڈیٹر پرکاش کو سرٹیفکیٹ ملا ہے:۔

"آریہ بھائیو۔ اگر اس اخبار (پرکاش) کو آریہ سماج کا دشمن سمجھنے میں کچھ شک وشبہ رکھتے ہو۔ تو اسے دور کر دو۔ جو شخص (کرشن) آریہ سماج میں پارٹی بازی اور جھگڑے پر مسرت کرے۔ اور آریہ سماج کا ستیاناس ہوتے جس کے آنند کی انتہا نہ رہے۔ وہ آریہ سماج کا نشترو دشمن نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا ایسے مار آستین۔ (ایڈیٹر پرکاش) پر دشواش کر کے آریہ سماج اپنا خاتمہ کر دینا چاہتا ہے۔ یا اس کا سر کچلنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اس امر کا فیصلہ ہم آریہ سماج کے شبھ چنتکوں پر چھوڑتے ہیں"

(آریہ گزٹ ۱۱ر مارچ ۱۹۱۵ء)

اس طرح کے اور بہت سے حوالے ہیں۔ اگر ضرورت ہوئی۔ تو پھر کبھی آپ کی بھینٹ کئے جاوینگے اور آپ کو بتایا جاویگا۔ کہ آریہ سماج کو اخلاق سے دور کی بھی نسبت نہیں ہے۔ مہاشہ صاحب کسی کے اوپر اعتراض کرتے وقت اپنے گھر کی پہلے خبر لینی چاہیئے۔ تاکہ ایسا نہ ہو۔ کہ جو اعتراض ہم دوسروں پر کر رہے ہیں۔ اس سے بدتر حالت ہمارے گھر کی ہو۔ بس دانا وہی ہے۔ جو کہ کسی کے اوپر اعتراض کرتے وقت اپنے گھر کی بھی خبر رکھتا ہو۔ تاکہ اس کو بعد میں پشیمان نہ ہونا پڑے۔ مہاشہ صاحب جس اخلاق و تہذیب پر آپ جماعت احمدیہ کو پرکھنا چاہتے ہیں۔ وہ اخلاق واقعی اس جماعت میں نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ تمام اوصاف صرف آریہ سماج کے لئے مخصوص ہیں جیسا کہ میں نے پیچھے بتایا ہے۔ کیونکہ آپ کے نزدیک اخلاق صرف یہ ہے۔ کہ کسی کو گالی دینی۔ کسی کی پگڑی اچھالنی۔ کسی طرف جھوٹ منسوب کرنا۔ کہ تم مانس کھاتے ہو یا اور اس طرح کی باتیں جو کہ آپ کے نزدیک اخلاق پر دال ہیں۔ خدا کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ ان سے پاک وصاف ہے۔ امید ہے۔ کہ آئندہ آپ اعتراض کرتے وقت کچھ سمجھ کر ہی اعتراض کیا کرینگے تاکہ بعد میں آپ کو پچھتانا نہ پڑے۔

(پنڈت محمد عمر شرما۔ مولوی فاضل)

آریوں کی تردید میں چند لاجواب کتابیں

آئینہ اسلام:۔ یہ آریوں کی زہر آلود کتاب "اسلام کی اندرونی تصویر" کا دندان شکن مدلل ومفصل ناقابل تردید جواب ہے۔ اور ساتھ ہی اس کتاب میں ویدک دھرم یا آریہ سماج کی عکسی تصویر ایسی دکھائی گئی ہے۔ کہ آریہ بھی دیکھکر مبہوت ہو گئے ہیں:۔ قیمت صرف ۱۲ر۔

کیفیت وید:۔ اگر ستیارتھ پرکاش کی خلاف عقل تعلیم کا جو کہ آریہ سماج کے بانی دیانند جی مہاراج نے ویدوں سے نکال کر دنیا کے سامنے پیش کی ہے دیکھنا منظور ہو۔ تو اس لاجواب کتاب کو منگا کر پڑھو۔ پھر آریہ مہاشوں کا ناطقہ بند کرو۔ قیمت صرف ۵ر۔

ویدوں کے سربستہ راز:۔ اگر آپ کو آریہ سماج کے پیشکردہ ویدوں کا صحیح نقشہ دیکھنا ہو۔ تو اس مجموعہ کا ملاحظہ کرلو۔ پھر ساری ویدوں کی حقیقت آپ پر کھل جائیگی۔ قیمت صرف ۱۲ر

فاروق بک ایجنسی قادیان سے طلب کریں

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں میرزا محمد علی پرنٹر و پبلشر نے چھپوا کر فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)